سوال

(57) بدعات کا بیان

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بدعت کے بارے میں وضاحت سے ارشاد فرمایا جائے، جزاکم اللہ خیرا

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

"بدعت" دین میں نئی بات نکالنے کو کہتے ہیں۔ دین محض وہی ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب وسنت کے اندر بیان فرما دیا ہے، اور یا جو کتاب وسنت کے دلائل سے ماخوذ ہے تو وہ بھی دین ہے، اور جو ان کے خلاف ہو وہ بدعت ہے۔ بدعت کے متعلق یہی جامع بات ہے۔ بدعت کی دو قسمیں ہیں:

(1) اعتقادی بدعات:

اور انہیں قولی بدعات بھی کہا جاتا ہے۔ ان کی کسوٹی اور معیار سنن میں وارد وہ حدیث ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ: "یہ امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی، اور سبھی آگ میں جائیں گے، سوائے ایک کے۔ صحابہ نے پوچھا: وہ کون ہوں گے اے اللہ کے رسول؟ آپ نے فرمایا: وہ جو اس طریقے پر ہوئے جس پر آج میں اور میرے صحابہ ہیں!" (المستدرک للحاکم: 1/218، حدیث 444 وسنن ترمذی: کتاب الایمان، باب افتراق الامۃ، حدیث 2641۔)

تو صحیح اہل السنۃ وہی ہیں جو بدعات سے محفوظ ہیں اور جنہوں نے وہی طریقہ مضبوطی سے پکڑا ہوا ہے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ تھے۔ ان تمام امور میں جن کا تعلق اصول توحید، رسالت، تقدیر اور ایمانیات سے ہے۔

ان کے علاوہ دوسرے تمام فرقے خوارج، معتزلہ، جہمیہ، قدریہ، رافضہ اور مرجئہ وغیرہ جو اہل السنہ سے علیحدہ ہوئے ہیں یہ سب اعتقادی بدعات کے مرتکب ہیں اور ان کے متعلق احکام اہل السنہ کے اصول دین کے ساتھ قرب وبعد کے لحاظ سے مختلف ہیں، یا جیسے کہ ان کے عقیدے یا تاویلات وغیرہ ہیں یا جس قدر اہل السنہ ان کے قولی وفعلی شر سے محفوظ ہیں۔ اور اس اختصار کی تفصیل بڑی طویل ہے۔

(2) دوسری قسم عملی بدعات ہیں:

یعنی دین کے اندر کوئی ایسی عبادت نکال لی جائے جو اللہ اور اس کے رسول سے ثابت نہ ہو۔ اور ہر ایسی عبادت جس کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واجب یا مستحب ہونے کا حکم نہیں دیا ہے وہ عملی بدعت ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی زد میں آتی ہے :

مَن عَمِلَ عَملاً لَیس علیہ اَمرُنا ہذا فھو رَدٌّ

"جو کوئی ایسا عمل کرے جس پر ہمارا حکم نہ ہو تو وہ مردود ہے۔" (المستدرک للحاکم : 1/218، حدیث 444 وسنن ترمذی : کتاب الایمان، باب افتراق الامۃ، حدیث 2641۔)

اسی وجہ سے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر کے نزدیک یہ اصول وقاعدہ ہے کہ عبادات میں اصل منع ہے۔ یعنی کوئی عبادت نہین کی جا سکتی جب تک کہ اس کے متعلق اللہ اور رسول کا ارشاد نہ ہو۔ اور اس کے بالمقابل عبادات اور معاملات بنیادی طور پر سب ہی حلال اور جائز ہیں سوائے ان کے جنہیں اللہ اور اس کے رسول نے حرام بتایا ہو۔

اور یہی وجہ ہے کہ کسی علم کی بناء پر کئی عادات کو کچھ لوگوں نے بدعت بنا ڈالا ہے حالانکہ وہ عبادت کے کام نہیں ہیں۔ جبکہ حقیقت اس کے برخلاف ہے یعنی اصل حرمت عبادات میں ہے۔ تو جو آدمی عادات سے منع کرتا ہے اور انہیں حرام بتاتا ہے وہ بدعتی ہے اور عادات و معاملات کی کئی قسمیں ہیں۔ کچھ وہ ہیں جو خیر اور اطاعت کے امور میں معاون اور مددگار ہوتی ہیں۔ ایسی عادات قربتِ الٰہی میں شمار ہوتی ہیں اور جو گناہ اوت تعدی کا باعث بنیں وہ حرام ہوتی ہیں۔ اور جو نہ ان میں سے ہوں اور نہ ان میں سے تو وہ مباح اور جائز ہوتی ہیں۔ واللہ اعلم (عبدالرحمن بن ناصر السعدی)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

احکام و مسائل، خواتین کا انسائیکلوپیڈیا

صفحہ نمبر 110

محدث فتویٰ